اردو کی نصابی کتب اور املا کے مسائل

Urdu Textbooks and Spelling issues

شیما سعدیہ
شعبہ اردو، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد
ڈاکٹر فوزیہ اسلم
پروفیسر، شعبہ اُردو، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

Abstract

It is very important to write the language correctly and bring it to a standard. Irregularities in spelling can lead to many issues. When the student and the reader see many spellings of a word, they become confused about the correctness of the spelling and gradually the wrong spelling becomes common practice. Textbooks are the first medium in the learning process. Therefore, it is necessary to write textbooks keeping in view the spelling rules and the prevailing principles with special care for the accuracy of spelling. So that the issues of spelling can be overcome. Textbooks work as a teacher on how to write a word. Textbooks are the first medium in the learning process. Therefore, it is important to write textbooks keeping in mind the rules of spellings and the prevailing principles, so that, the issues of spelling can be overcome. The article under review deals with the issues of spelling in Urdu textbooks which have been recommended by linguists in order to establish uniformity in spelling, but these recommendations have not yet been fully implemented.

کلیدی الفاظ: اردو، نصابی کتب، املا، امالہ، صحتِ زبان، یکسانیت، سفارشات، املانامہ

اردو زبان نے کم عمری کے باوجود علمی اور ادبی تناظر میں اپنی ایک الگ شناخت قائم کر لی ہے۔ لسانی حوالے سے دیکھا جائے تو اردو زبان کے کچھ گوشے ابھی تشنہ ہیں جن میں املا بھی شامل ہے۔ اردو زبان ۵۴ حروفِ تہجی پر مشتمل ہے۔ جو اپنی الگ آواز اور پہچان رکھتے ہیں۔ حروفِ تہجی کی علامتیں جب آپس میں جڑتی

ہیں تو لفظ وجود میں آتے ہیں۔ ان لفظوں کو ان کی صوت اور علامات کی مدد سے رسم الخط کے مطابق صحت کے ساتھ تحریر کرنا املا کہلاتا ہے۔ رشید حسن خان املا کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> ”اردو کے رسمِ خط کے مطابق، لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور حرفوں کے جوڑ کا متعارف طریقہ، ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔“(۱)

اردو زبان اپنے دامن میں کئی زبانوں کے الفاظ سموئے ہوئے ہے۔ دوسری زبانوں کے الفاظ جب اردو زبان کا حصہ بنے تو کچھ الفاظ کو تو اردو نے ہو بہو قبول کر لیا اور کچھ کے نقش و نگار میں تھوڑی بہت تبدیلی کے بعد انھیں اپنا حصہ بنالیا۔ اس صورتِ حال میں اس مسئلے نے سر اٹھایا کہ مستعار لیے گئے الفاظ کو کس انداز میں تحریر کیا جائے۔ آیا ان الفاظ کو اپنی اصل کے مطابق تحریر کیا جائے یا پھر انھیں لکھنے کے لیے اردو قاعدے کو اپنایا جائے۔ یوں اس ابہام کے نتیجے میں املائی انتشار وجود میں آیا۔ بیسویں صدی کی ابتدا میں املا کے مسائل کو حل کے لیے اصلاح کی کوششیں شروع کر دی گئیں۔ تقسیم کے بعد پاکستان اور ہندوستان میں اس حوالے سے کوششیں جاری رہیں مگر ایک صدی سے زائد وقت گزر جانے کے باوجود ابھی تک املا کے حوالے سے موجود اختلافات مکمل طور پر ختم نہیں ہو سکے اور یکساں اور معیاری املا کا چلن عام نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے نہ لینا ہے۔ اہلِ قلم حضرات نے بھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ املا کی صحت کے حوالے سے تحقیقی انداز اپنائیں تا کہ ان کی تحریریں غلطیوں سے پاک ہوں اور املا کے حوالے سے سند کا درجہ رکھیں۔ چناں چہ املا کے حوالے سے ادبا، شعرا، کاتبین اور صحافیوں وغیرہ سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوتی رہی ہیں۔ علاوہ ازیں اخبارات، سوشل میڈیا اور ٹی وی اشتہارات وغیرہ نے بھی غلط املا کو عام کرنے میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے۔

املا کے حوالے سے اختلاف کو ختم کرنے اور املا کے معیار کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ املا کے باقاعدہ اصول و ضوابط منضبط کیے جائیں اور ان کی سختی سے پیروی کی جائے تا کہ املا میں یکسانیت قائم ہو سکے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کہتے ہیں:

> ”حقیقت یہ ہے کہ ہر زبان کے لیے صحیح املا کے قواعد نہایت ضروری ہیں۔ لیکن یہ جس قدر ضروری ہیں، اتنی ہی ان سے بے اعتنائی برتی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک لفظ ایک شخص جس طرح سے لکھ دیتا ہے، وہ دوسرے کے لیے سند بن جاتا ہے اور جہاں کتابوں اور اخباروں میں اس کی تکرار ہوئی وہ مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ اس لیے محققین کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ زبان کی یکرنگی اور یکسانی کو قائم رکھنے کے لیے صحیح بنیادوں پر املا کے اصول قائم کریں۔“(۲)

قومیں اپنی زبان کو زندہ اور قائم رکھنے اور املا کی خرابی اور بے ضابطگی پر قابو پانے کے لیے وقت کے ساتھ ساتھ املا کی صحت اور وضع شدہ اصولوں کے مطابق اپنی زبان کی لکھاوٹ میں مناسب اصلاح کرتی رہتی ہیں۔ اردو زبان کے حوالے سے بھی ایسے اصول وضوابط وضع کر کے اس کی اصلاح اور صحت کے حوالے سے جن محققین نے اپنا کردار ادا کیا اور ان میں احسن مارہروی، رشید حسن خان، فرمان فتح پوری، ڈاکٹر سہیل بخاری، ڈاکٹر اعجاز راہی، گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر ابو محمد سحر کے نام قابل ذکر ہیں۔

املا کی صحت اور آموزش کے حوالے سے نصابی کتب کی اہمیت مسلم ہے۔ طالبِ علم نصابی کتب کی مدد سے پڑھنا اور لکھنا سیکھتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ کتب املا کے معیار اور صحتِ زبان کے اصولوں کے مطابق مرتب کی جائیں۔ نصابی کتب میں تحریر کردہ الفاظ پڑھائی کے دوران طلبہ کے ذہن پر نقش ہو کر اس قدر پختہ ہو جاتے ہیں کہ غلط لکھاوٹ کی صورت میں ان کی اصلاح قریب قریب ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے رشید حسن خان رقم طراز ہیں کہ

> جو نقش شروع شروع میں تکرار کے ساتھ بچے کے سامنے آتے رہتے ہیں، وہ ان کے ذہن پر مرتسم ہو جاتے ہیں۔ اگر ابتدائی درسی کتابوں میں لفظوں کے اجزا کا، ان کی ترتیب کا اور وصل و فصل کی مختلف صورتوں کا بالکل صحیح صحیح تعین نہیں کیا گیا ہے؛ اس صورت میں ابتدائی مشقیں، غلط نویسی کی مشقیں بن کر رہ جائیں گی۔ (۳)

زیرِ نظر مقالے میں یکساں قومی نصاب کے تحت تحریر کردہ اردو کی نصابی کتب میں موجود املا کے مسائل کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس کے کے لیے اوکسفرڈ یونی ورسٹی پریس اور پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ ،لاہور کی پرائمری سطح (جماعت اول تا جماعت پنجم) کی کتب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کتب کے مطالعے کے دوران میں املا کے جس طرح کے مسائل سامنے آئے ہیں ان میں بنیادی مسئلہ املا میں یکسانیت کا نہ ہونا ہے۔ یہاں تک کہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی لفظ دو مختلف املا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے علاوہ امالہ اور ہائے مختفی کے حوالے سے املا کے مسائل نیز مرکب الفاظ کو توڑ کر نہ لکھنے کے ساتھ ساتھ کچھ متفرق نوعیت کے املا کے مسائل بھی موجود ہے۔ مقالے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ایک لفظ کی غلطی کو ایک ہی دفعہ حوالے کے ساتھ تحریر کیا جائے۔ اگر دوسرے کسی سبق یا کسی کتاب میں وہ لفظ غلط املا کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے تو اسے شامل نہیں کیا گیا۔

نصابی کتب میں املا کے حوالے سے درپیش ایک اہم مسئلہ امالہ کا ہے۔ ایسے الفاظ جن کے اختتام پر الف یا ہ آتی ہو اور لکھتے ہوئے جملے میں ان کے بعد حرفِ ربط یا جار آجائے تو الف یا ہ کو 'ے' سے بدل دیتے ہیں۔ اسے امالہ کہتے ہیں۔ اصلاحِ تلفظ و املا میں طالب الہاشمی لکھتے ہیں کہ

> "الف یا ہائے ہوز پر ختم ہونے والے الفاظ کے بعد اگر کوئی حرفِ ربط یا حرفِ جار (سے، کو، کی، کا، پر، نے وغیرہ) آجائے تو الف یا ہائے ہوز کو یائے مجہول سے بدلنے کو امالہ کہتے ہیں۔" (۴)

سنسکرت کے اسم جیسے راجا، دیوتا وغیرہ، فارسی اور عربی کے اسمائے صفات جیسے اعلیٰ، دانا، نابینا وغیرہ، بزرگ مذکر رشتوں جیسے تایا، چچا، دادا وغیرہ، واحد مؤنث اسما جیسے خالہ، بیوہ وغیرہ کا امالہ نہیں بن سکتا۔ علاوہ ازیں چھوٹے مذکر اسما مثلاً بھانجا، بھتیجا وغیر کا امالہ بن سکتا ہے۔ نصابی کتب میں بعض جگہ پر امالہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً

۔اس واقعہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟ (۵)

۔ناپسندیدہ واقعہ، حرکت، اشارہ، ترغیب یا لالچ وغیرہ کے بارے میں والدین اور اساتذہ کو بِلا جھجک بتا سکیں۔ (۶)

۔دوستوں اور رشتہ داروں کے نام مختصر خط لکھ سکیں۔ (۷)

۔ہم مطالعہ کی عادت اپنائیں۔ (۸)

۔مدینہ کے تاجروں کو پتا چلا تو وہ دوڑے دوڑے آئے۔ (۹)

۔روزہ دوروں کے لیے شربت بہت فرحت بخش تھا۔ (۱۰)

۔اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ (۱۱)

۔آپ موقع کے حساب سے اپنے دوستوں کو کارڈ پر ان میں سے کوئی پیغام لکھ کر دے سکتے ہیں۔ (۱۲)

۔شک وشبہ کی کوئی بات نہیں۔ (۱۳)

امالہ کے بغیر	امالہ کے ساتھ	امالہ کے بغیر	امالہ کے ساتھ
واقعہ	واقعے	اشارہ	اشارے
رشتہ داروں	رشتہ داروں	مطالعہ	مطالعے
مدینہ	مدینے	روزہ داروں	روزے داروں
ذمہ داریاں	ذمے داریاں	موقع	موقعے
شک وشبہ	شک وشبے		

رشید حسن خان ہائے مختفی،ہ، اور الف پر ختم ہونے والے الفاظ کے علاوہ 'ع' پر ختم ہونے والے الفاظ پر بھی امالہ کا اصول لاگو کرتے ہیں جیسا کہ مصرع، موقع، مطلع، مجمع، برقع وغیرہ۔ گو اس معاملے مں اختلاف موجود ہے تاہم امالہ کے معاملے میں رشید حسن خان کی سفارشات کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔

املا کی ذیل میں ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ مرکب الفاظ کو جوڑ کر لکھا جائے یا الگ الگ تحریر کیا جائے۔ مرکب الفاظ کو جوڑ کر لکھنے کا رجحان فارسی زبان سے اردو زبان میں منتقل ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے ہر طرح کے مفرد الفاظ آپس میں جوڑ کر لکھنے شروع کر دیے، جیسے عقلمند، کمبخت، چلینگے، کھائینگے وغیرہ۔ اس سے ملائی انتشار کو ہوا ملی۔ اس حوالے سے محققین کا کہنا ہے کہ دو مفرد الفاظ کو ملا کر تحریر نہیں کیا جانا چاہیے، خواہ وہ دونوں اسم ہوں جیسے خوب صورت، دل پسند۔ اسی طرح سابقے یا لاحقے کلمے کے ساتھ ملا کر نہ لکھیں جیسے دل گیر ، خوش بو، بے تابی وغیرہ، چہ اور کہ وغیرہ بھی ملا کر نہ لکھے جائیں جیسے کہ کیوں کہ ، بہ خواہ الفاظ کے شروع میں آئے یادرمیان میں اسے اکیلا تحریر کیا جائے جیسے بہ خوبی، اور بے کو بھی کلمے کے ساتھ تحریر نہیں کیا جانا چاہیے جیسے بے وقوف، بے دل وغیرہ۔ اس حوالے سے رشید حسن خان کا کہنا ہے کہ "مرکب لفظ جو دو یا دو یا زیادہ لفظوں سے بنے ہوں، آپس میں ملا کر نہ لکھے جائیں بلکہ ہمیشہ الگ الگ لکھے جائیں۔"(۱۴)

نصابی کتب میں اس حوالے سے کافی تبدیلی دیکھنے کو ملی ہے اور زیادہ تر مرکب الفاظ الگ الگ ہی لکھے گئے ہیں۔ اس کے باوجود درسی کتب میں ایسے مرکب الفاظ ملتے ہیں جنھیں علیٰحدہ لکھا جانا چاہیے مگر انھیں ملا کر لکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ صورتِ حال بھی دیکھنے کو ملی ہے کہ کتاب میں ایک ہی مرکب لفظ کو دو مختلف جگہ پر تحریر کرتے ہوئے املا کی یکسانیت کا خیال نہیں رکھا گیا اور کسی جگہ ملا کر اور کسی جگہ الگ لکھا گیا ہے۔ نصابی کتب میں سے مثالیں درج ذیل ہیں۔

۔ مثبت اور منفی پہلوؤں کی نشاندہی کر کے بتا سکیں۔(۱۵)

۔ لفظ رحمت کے معنی ہیں رحم، نرم دلی، کرم، شفقت، عنایت، بھلائی، خوشخبری(۱۶)

۔ بے ربط اور مربوط گفتگو میں تمیز کر سکیں۔(۱۷)

۔ تذکیر و تانیث (جاندار اور بے جان) کے مطابق افعال کا جملوں میں استعمال کر سکیں۔(۱۸)

۔ امتحان میں تمھاری شاندار کامیابی پر بڑی خوشی ہوئی ہے۔(۱۹)

۔ اپنے ہوں یا بیگانے سب سے شفقت و محبت سے پیش آتے۔(۲۰)

۔ بہت بہت مبارکباد(۲۱)

۔ اسی طرح اس چوکی دار کی ہمدردی بھی رہتی دنیا تک ہمارے لیے مثال بنی رہے گی۔(۲۲)

۔ آغاز دلچسپ طریقے سے کیجیے۔(۲۳)

۔رحمدلی اور نیکی کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتی۔(۲۴)

۔بچوں کی رہنمائی کریں۔(۲۵)

۔آج میرے بیٹے کی سالگرہ تھی۔(۲۶)

۔آزادی کا جذبہ بیدار کیا۔(۲۷)

۔کسی بھی معاملے میں ایمانداری سے کام لینا۔(۲۸)

۔علی گلدن سے پیلا پھول اور الماری سے امی کا دوپٹہ لے آیا۔(۲۹)

۔کیونکہ وہ جانتے تھے۔(۳۰)

۔پشاور خیبر پختونخوا کا دارالحکومت ہے۔(۳۱)

جوڑ کر لکھے گئے الفاظ	توڑ کر لکھنا	جوڑ کر لکھے گئے الفاظ	توڑ کر لکھنا
نشاندہی	نشان دہی	خوشخبری	خوش خبری
گفتگو	گفت گو	جاندار	جان دار
شاندار	شان دار	بیگانے	بے گانے
مبارکباد	مبارک باد	ہمدردی	ہم دردی
دلچسپ	دل چسپ	رحمدلی	رحم دلی
رہنمائی	رہ نمائی	سالگرہ	سال گرہ
بیدار	بے دار	ایمانداری	ایمان داری
گلدان	گل دان	کیونکہ	کیوں کہ
خیبر پختونخوا	خیبر پختون خوا		

ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام پبلشرز اور بورڈز کی نصابی کتب میں مرکب الفاظ کی لکھاوٹ میں یکسانیت کو مدِ نظر رکھا جائے اور تمام مرکب الفاظ جو دو مفرد الفاظ کو ملا کر لکھے جاتے ہیں انھیں الگ لکھا جائے تا کہ طلبہ کو سیکھنے میں آسانی ہو۔

ہائے مختفی 'ہ' عربی اور فارسی الفاظ کے آخر میں آتی ہے۔ جب کہ عربی اور فارسی کے علاوہ دیگر زبانوں یعنی ہندی، یورپی اور اردو کے آخر میں ہائے مختفی کے بجائے الف لکھا جاتا ہے۔ اعجاز راہی اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ

> ”عربی اور فارسی کے ماسوا اردو میں مروج دیگر تمام زبانوں کے ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف کی آواز آتی ہے، ان کے آخر میں الف ہی لکھا جائے۔“(۳۲)

رشید حسن خان نے اپنی کتاب 'اردو املا' میں ان الفاظ کی ایک لمبی فہرست دی ہے۔ اس وجہ سے ان الفاظ کے املا میں اختلاف بہت کم ہے۔ ہائے مختفی کو جب الف میں بدلا جانے لگا تو بہت سے عربی اور فارسی زبان کے الفاظ بھی اس کی زد میں آ گئے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ابو محمد سحر کا کہنا ہے کہ

> "اکثر ہندی الفاظ کو اور بعض عربی و فارسی الفاظ کو اصل کی رو سے ہائے مختفی کے بجائے الف سے لکھا جائے۔"(۳۳)

اس حوالے سے تماشا، معما، تمغا اور مزا وغیرہ وہ الفاظ ہیں جو اردو زبان میں گھل مل چکے ہیں۔ لغات میں بھی یہ الفاظ 'الف' سے موجود ہیں۔ اس لیے انھیں الف سے ہی تحریر کیا جائے۔

ہائے مختفی کو الف سے بدلنے کی سفارش کے بعد یوں ہوا کہ لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے ہر وہ لفظ جس کے آخر میں ہائے مختفی آتا تھا اسے الف سے تحریر کرنا شروع کر دیا، چاہے وہ عربی یا فارسی زبان ہی کا کیوں نہ ہو، جیسے کہ ٹھکانہ، سایہ، آشیانہ وغیرہ۔ نصابی کتب کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہائے مختفی اور الف سے لکھے جانے والے الفاظ کے املا میں یکسانیت اور املا کے معیار کو پیشِ نظر نہیں رکھا گیا۔ ایک ہی لفظ دو مختلف متون میں مختلف املا کے ساتھ موجود ہے۔ مثلاً جماعت پنجم کی پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۰ پر تحریر ہے۔ 'میں زمین ہوں، اس اس دنیا میں آپ کا ٹھکانا۔' جب کہ اسی سبق کی مشق میں صفحہ نمبر ۱۱۲ پر یہی جملہ تحریر کیا گیا ہے۔ 'میں زمین ہوں، اب اس دنیا میں آپ کا ٹھکانہ۔' دونوں جملوں میں 'ٹھکانہ' کا املا مختلف ہے۔ ایک جگہ اسے الف کے ساتھ اور دوسری جگہ ہائے مختفی کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ منتخب کردہ کتب میں ہائے مختفی اور الف کے حوالے سے درج ذیل مسائل موجود ہیں۔

۔ آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانا(۳۴)

۔ اوڑھنی کا معنی دوپٹہ (۳۵)

۔ اپنے گھر کا پتہ اور فون نمبر یاد رکھنا کیوں ضروری ہے ؟(۳۶)

۔ اللہ کی رحمت کا سایا تاروں کی جھلمل میں ہے۔(۳۷)

۔ اپنا چاند ستارا ہے۔(۳۸)

۔ باپ محنت مزدوری کر کے جو روپیہ پیسہ کماتا ہے۔(۳۹)

۔ برسات کا پسینہ (۴۰)

۔ بے چارا سجل افسردگی سے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔(۴۱)

۔ حرکت کرنے والا تارہ(۴۲)

۔ چھپ چھپ کے کر رہے تھے دنیا کا جب نظارا(۴۳)

۔اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا(۴۴)

۔مرغی کا روزانہ سونے کا انڈہ دینا(۴۵)

۔کمرہ ہر طرف سے بند تھا۔(۴۶)

۔فروری کے بعد کون سا مہینہ آتا ہے؟(۴۷)

ڈاک خانہ، ہسپتال اور لاری اڈہ وغیرہ پر تحریر شدہ ہدایات پڑھ سکیں۔(۴۸)

کتابی املا	درست املا	کتابی املا	درست املا
ٹھکانا	ٹھکانہ	آشیانا	آشیانہ
سایا	سایہ	دوپٹہ	دوپٹا
پتہ	پتا	ستارا	ستارہ
روپیہ پیسہ	روپیا پیسا	پسینہ	پسینا
بے چارا	بے چارہ	تارہ	تارا
انڈہ	انڈا	کمرہ	کمرا
مہینہ	مہینا		

سایا پرتگالی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں یورپ کی عورتوں کا لہنگا جب کہ سایہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی چھاؤں ہے۔ اس کے علاوہ آشیانہ، ٹھکانہ اور ستارہ فارسی زبان کے الفاظ ہیں جنھیں ’ہ‘ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

اردو گنتی ہندسوں میں لکھتے ہوئے کوئی دشواری پیش نہیں آتی مگر جب لفظی گنتی کی بات ہو تو اس حوالے سے نصابی کتب میں تضاد موجود ہے۔ نیز کسی کسی جگہ غلط املا بھی موجود ہے۔ معیاری املا کے لیے ضروری ہے اس تضاد کو ختم کر کے لفظی گنتی کے حوالے سے ایک ہی طرح کا املا رائج کیا جائے۔ نصابی کتب کے مطالعے کے دوران میں لفظی گنتی کی ذیل میں درج ذیل مسائل سامنے آئے ہیں۔

۔تحریر میں عددی ترتیب (چھ سے دس تک) کا درست استعمال کر سکیں۔(۴۹)

۔اکہتر (۵۰)

۔گنتی: تیئس (۵۱)

۔اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے درمیان کی بات ہے۔(۵۲)

۔بیانوے (۵۳)

۔انچاس (۵۴)

یعنی 'چھ' کو 'یے' کے بغیر اور کہتر کو 'ہ' کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جب کہ اٹھارھویں، بیانوے، انچاس کے املا میں غلطی ہے۔ ٦ کو لفظی گنتی میں 'چھ' لکھا جائے یا اسے 'چھے' لکھنا درست ہے۔ اس حوالے سے محققین کے ہاں کافی بحث ملتی ہے۔ رشید حسن خان 'چھ' کے مستقل لفظ کے طور پر استعمال پر سوالیہ نشان لگاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ

"چھ تو کوئی لفظ ہی نہ ہوا۔ اس کے ساتھ جب تک کسی اور لفظ کو شامل نہ کیا جائے یہ حرکت قبول کر ہی نہیں کر سکتا۔ جیسے ایک لفظ ہے پوچھ۔ اس میں آخری ٹکڑا ہے "چھ" اس طرح تو یہ آسکتا ہے، ایک مستقل لفظ کے طور پر کیسے آسکتا ہے؟"(۵۵)

اس لفظ کا مروج املا 'چھے' ہے۔ اس لیے اسے کتب میں 'چھے' ہی تحریر کیا جائے۔ اسی طرح ٦٩ سے ٧٨ تک کی لفظی املا کے بارے میں رشید حسن خان کہتے ہیں کہ

"٦٩ سے ٧٨ تک کی گنتیوں میں سے کچھ میں ہائے مخلوط (ھا) آتی ہے، بعض میں ہائے ملفوظ اور بعض میں ہ آتی ہی نہیں۔ ان کو اس طرح لکھنا چاہیے۔ انھتر، ستر، اکھتر، بہتر، تہتر، چوہتر، پچھتر، چھہتر، ستتر، اٹھتر۔"(۵٦)

اس کے برعکس ان الفاظ میں اکھتر کو اکہتر اور انھتر کو انہتر لکھنے پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ۵۱، ۸۱، اور ۹۱ کے بارے میں بھی اختلاف موجود ہے۔ اسے کچھ لوگ اکاون، اکاسی اور اور اکانوے تحریر کرتے ہیں اور کچھ اکیاون، اکیاسی اور اکیانوے لکھتے ہیں۔ رشید حسن خان ان الفاظ کے 'ی' کے ساتھ لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں جب کہ ڈاکٹر آفتاب ثاقب کا کہنا ہے کہ

"91-81-51 کو بعض اصحاب فارسی کے زیر اثر اکیاون، اکیاسی، اکیانوے بولتے اور لکھتے ہیں۔ جب کہ جملہ مستند لغات میں اکاون، کاسی اور اکانوے تحریر ہے اور اہلِ زبان بھی اسی طرح بولتے اور لکھتے ہیں۔"(۵۷)

اسی طرح انیس سے اڑتالیس تک کی گنتیوں میں ی سے پہلے س ہے۔ جسے بعض اوقات لکھتے ہوئے جلدی میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ گنتی کے مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ لفظی گنتی کا ایک ہی املا کو مروج کیا جائے تا کہ نصابی کتب میں صحتِ املا قائم ہو۔

کتابی املا	درست املا	کتابی املا	درست املا
چھ	چھے	اکہتر	اکھتر
تیئس	تیئیس	اٹھارھویں	اٹھارویں
بیانوے	بانوے	انچاس	انچاس

ہائے ملفوظِ متصل شروع یا درمیان میں ہو تو آرام سے لکھی اور پڑھی جاتی ہے مگر جب یہ لفظ کے آخر میں آتی ہے تو کچھ الفاظ کے معاملے میں مشکل درپیش ہو جاتی ہے کہ انھیں کیسے تحریر کیا جائے۔ مثلاً 'کہہ'، 'تہہ' وغیرہ۔ تلفظ میں ک کے ساتھ ایک ہائے ملفوظِ متصل کی آواز ہے جب کہ تحریر میں دیکھا جائے تو دو ہائے ملفوظ متصل لکھی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں جب ان الفاظ کو تحریر کیا جائے گا تو ان کے آخر میں ہ، ہائے مختفی کی شکل اختیار کر لے گی۔ پہلے ان الفاظ کو ایک 'ہ' کے ساتھ لکھ کر ان کے نیچے علامت کا استعمال کیا جاتا تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو گیا۔ کہہ، تہہ، سہہ وغیرہ غلط املا ہے۔ جب کہ ان الفاظ کا درست املا کہ، تہ، سہ ہے۔ اس حوالے سے بھی نصابی کتب میں مسائل موجود ہیں۔

۔ نظر آتی تھی تہہ کی مٹی تک (۵۸)

۔ ہمارے گھر مویشی اور ساز و سامان بھی بہہ گیا۔ (۵۹)

۔ جی تو میں یہ کہہ رہا تھا۔ (۶۰)

کتابی املا	درست املا	کتابی املا	درست املا
تہہ	تہ	بہہ	بہ
کہہ	کہ		

اسی طرح نصابی کتب میں املا کے متفرق مسائل بھی موجود ہیں۔ جن کا درست ہونا ضروری ہے تا کہ طلبہ کے پاس ایک مستند اور معیاری املا پر مشتمل کتاب پہنچے اور وہ درست لکھنا سیکھ سکیں۔ کتاب میں موجود کچھ مزید املائی مسائل درج ذیل ہیں۔

۔ گزشتہ کل کی سرگرمیوں کا روزنامچہ لکھیے۔ (۶۱)

۔ ہمیں اپنی زندگی کے معاملات کس کی تعلیم کی روشنی میں ادا کرنے چاہئیں۔ (۶۲)

۔ یہاں تک کے میرے جوتے خون سے بھر گئے۔ (۶۳)

۔ ٹھیرو جو میرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا (۶۴)

۔ لڑکے اور لڑکیاں ابتدائی تعلیم کے دوران لکھائی پڑھائی کے ساتھ کچھ ایسے کام و ہنر سیکھیں (۶۵)

۔ یورپ کے کسی شہر میں یہ سارا شور و غل ہو تو فوراً پولیس آ جائے۔ (۶۶)

۔ کرکٹ کے علاوہ آپ اور کونسا کھیل کھیلتے ہیں؟ (۶۷)

۔ ان سے ادب و تمیز سے بات کرتا ہوں۔ (۶۸)

۔ برائے مہربانی جانوروں کے پنجرے سے دور رہیے۔ (۶۹)

۔ اشیائے خورد و نوش کے معنی ہیں کھانے پینے کی چیزیں۔ (۷۰)

۔ان میں سے ایک نے بھی اس کو قبول نہ کیا۔(۷۱)

۔دراوازے کو کھٹکھٹانا(۷۲)

۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمین نے کیا سوال کیا؟(۷۳)

۔قصاب کا مترادف قصائی۔(۷۴)

۔چوکی دار نے دانیال کے ابا جان کو سارا واقعہ کہ سنایا۔(۷۵)

کتابی املا	درست املا	کتابی املا	درست املا
گزشتہ	گذشتہ	چاہئیں	چاہییں
یہاں تک کے	یہاں تک کہ	ٹھیرو	ٹھہرو
کام و ہنر	کام اور ہنر	شور و غل	شور غل
کونسا	کون سا	برائے مہربانی	براہِ مہربانی
اشیائے خوردونوش	اشیائے خورونوش	اس کو	اسے
دراوازے	دروازے	رضوان اللہ علیہم اجمین	رضوان اللہ علیہم اجمعین
قصائی	قسائی	واقعہ کہ سنایا	واقعہ سنایا

گذشتہ میں 'ذال' لکھا جاتا ہے۔ کام و ہنر مرکب میں 'اور' کا استعمال ہو گا۔ شور و غل، 'و' کے بغیر لکھا جاتا ہے۔ کونسا جوڑ کر لکھنا غلط ہے۔ براہِ مہربانی درست ہے، یہاں تک کے ساتھ 'کے' نہیں بلکہ 'کہ' آتا ہے۔اسی طرح قصائی کو اردو میں 'س' سے تحریر کیا جاتا ہے۔ اس غیر فصیح ہے اس لیے اسے استعمال کرنا چاہیے۔

اردو ملا کی صحت اور درستی لیے ضروری ہے کہ محققین آپس میں اتفاق رائے سے ایسے اصول و ضوابط وضع کریں جن کی مدد سے ہر لفظ کا معیاری املا وجود میں آ سکے اور املا کے حوالے سے موجود ابہام اور شکوک و شبہات دور ہو سکیں۔ املا میں بے قاعدگی ختم کرنے کے لیے نصابی کتب اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ نقشِ اول کی صورت میں الفاظ طلبہ کے ذہنوں پر مرتسم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چناں چہ ضروری ہے کہ نصابی کتب ہر طرح کی اغلاط سے پاک ہوں۔ تمام بورڈز اور پبلشرز کی کتب میں املا میں یکسانیت موجود ہوں نیز اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے کہ تکرارِ لفظی کی صورت میں بھی لفظ کا املا یکساں رہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ اردو املا کو ایک معیار تک لانے کے لیے تمام پبلشرز، مصنفین، اخبارات کے ایڈیٹرز، پرنٹ میڈیا سے وابستہ لوگوں کو املا کے حوالے سے سفارشات کو اپنانا ہو گا تاکہ اردو زبان کی خوب صورتی برقرار رہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ رشید حسن خان، اردو املا(لاہور، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ،۲۰۰۷ء)ص22

۲۔ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر، اردو املا و رموزِ اوقاف (منتخب مقالات) مرتبہ، گوہر نوشاہی، ڈاکٹر(اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)ص13

۳۔ رشید حسن خان، اردو املا، ص17

۴۔ طالب الہاشمی، اصلاح تلفظ و املا(لاہور، القمر انٹرپرائزرز،۲۰۰۱ء)ص77

۵۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے(کراچی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس،۲۰۲۱ء،)ص14

۶۔ ایضاً، ص45

۷۔ ایضاً، ص55

۸۔ ایضاً، ص132

۹۔ اردو، جماعت پنجم(لاہور، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ،۲۰۲۱ء)ص77

۱۰۔ سدابہار، تیسری جماعت کے لیے(کراچی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس،۲۰۲۱ء)ص63

۱۱۔ اردو، جماعت سوم،(لاہور، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ،۲۰۲۱ء)ص15

۱۲۔ گیندا، تیسری جماعت کے لیے،(کراچی اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس،۲۰۲۱ء)ص75

۱۳۔ اردو، جماعت چہارم،(لاہور، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ،۲۰۲۱ء)ص121

۱۴۔ رشید حسن خان، اردو کیسے لکھیں(دہلی، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی لمیٹڈ،۱۸۷۵ء)ص93

۱۵۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص ا

۱۶۔ ایضاً، ص13

۱۷۔ ایضاً، ص11

۱۸۔ ایضاً، ص24

۱۹۔ ایضاً، ص80

۲۰۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے(کراچی، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس،۲۰۲۱ء،)ص7

۲۱۔ ایضاً، ص31

۲۲۔ ایضاً، ص94

۲۳۔ ایضاً، ص105

۲۴۔ ایضاً، ص123

۲۵۔ اردو، جماعت چہارم، ص27

۲۶۔ گیندا، تیسری جماعت کے لیے، ص104

۲۷۔ ایضاً، ص71
۲۸۔ ایضاً، ص27
۲۹۔ موتیا، پہلی جماعت کے لیے، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۲۱ء، ص114
۳۰۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص131
۳۱۔ اردو، جماعت چہارم، ص ۱۳۶
۳۲۔ اعجاز راہی، املا اور موز اوقاف، (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء) ص13
۳۳۔ ابو محمد سحر، ڈاکٹر، اردو املا اور اس کی اصلاح (انڈیا، مکتبہ ادب، بھوپال، ۱۹۸۲ء) ص45
۳۴۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص63
۳۵۔ ایضاً، ص136
۳۶۔ گیندا، دوسری جماعت کے لیے، ص36
۳۷۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص116
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ ایضاً، ص124
۴۰۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص119
۴۱۔ ایضاً، ص122
۴۲۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص135
۴۳۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص87
۴۴۔ ایضاً، ص138
۴۵۔ اردو، جماعت چہارم، ص151
۴۶۔ ایضاً، ص88
۴۷۔ سدابہار، تیسری جماعت کے لیے، ص103
۴۸۔ اردو، جماعت چہارم، ص21
۴۹۔ سدابہار، تیسری جماعت کے لیے، ص39
۵۰۔ ایضاً، ص71
۵۱۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص19
۵۲۔ ایضاً، ص73
۵۳۔ ایضاً، ص111
۵۴۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص56
۵۵۔ رشید حسن خان، اردو کیسے لکھیں، ص90
۵۶۔ ایضاً، ص91

۵۷۔ محمد آفتاب احمد ثاقب، ڈاکٹر، اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول (راولپنڈی، نقش گر، ۲۰۱۳ء) ص 82

۵۸۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص 127

۵۹۔ سدا بہار، تیسری جماعت کے لیے، ص 128

۶۰۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص 25

۶۱۔ نرگس، چوتھی جماعت کے لیے، ص 90

۶۲۔ گلِ لالہ، پانچویں جماعت کے لیے، ص 12

۶۳۔ ایضاً، ص 13

۶۴۔ ایضاً، ص 38

۶۵۔ ایضاً، ص 48

۶۶۔ ایضاً، ص 58

۶۷۔ ایضاً، ص 93

۶۸۔ ایضاً، ص 112

۶۹۔ ایضاً، ص 117

۷۰۔ ایضاً، ص 134

۷۱۔ اردو، جماعت چہارم، ص 12

۷۲۔ ایضاً، ص 83

۷۳۔ سدا بہار، تیسری جماعت کے لیے، ص 85

۷۴۔ ایضاً، ص 2

۷۵۔ اردو، جماعت دوم، ص 32